# ملالہ کی زندگی

FORMAN CHRISTIAN COLLEGE
(A CHARTERED UNIVERSITY)

The University Of Sheffield.

تصنیف: صاحب خان اور خنساء قمر

اس کتاب کی نقش نگاری دیا بخاری نے کی ہے

اس کتاب کی ڈیجیٹل ڈیزائننگ صوبیہ زیدی کی زیرِ نگرانی

ماہلہ حامد اور طلال خالد نے کی ہے

اس کتاب کی ایڈیٹر سعدیہ توصیف ہیں

دستبرداری: سوانحی خاکے پر مبنی اس کہانی میں بچوں کی دلچسپی کے لیے کچھ خیالی واقعات بھی شامل کیے گئے ہیں۔

کتاب ہذا ''ہندوستان اور پاکستان کی خواتین میں بذریعہ سوانحی خاکوں، تعلیم و خواندگی کے بقا اور انھیں عطائے اختیار بخشنے کی جہد'' کے عنوان سے شروع کیے گئے منصوبے کے تحت ۲۰۲۱ میں شائع کی گئی ہے۔ یہ منصوبہ پروفیسر شیبان لیمبرٹ ہرلی (یونیورسٹی آف شیفیلڈ، یوکے) نے شروع کیا، جسے ڈاکٹر رخسانہ ضیاء اور ڈاکٹر نخبہ تاج لنگاہ (فارمن کرسچن کالج، یونیورسٹی لاہور، پاکستان)، پروفیسر کلیر چیمبرز (یونیورسٹی آف یارک)، ڈاکٹر نفیسہ علی (یونیورسٹی آف مین چیسٹر، یوکے)، اور شاہین عتیق الرحمٰن (بنیاد فاؤنڈیشن، لاہور، پاکستان) کے تعاون سے مکمل کیا گیا۔ اس کتاب کو صوبیہ زیدی، حیدر شہباز اور مسرت شاہد کی سرپرستی میں فارمن کرسچن کالج یونیورسٹی کے طلبا نے تخلیق کیا، جس میں بنیاد فاؤنڈیشن کی صائمہ فیاض نے حمایت کی۔ اس منصوبے کو یونائیٹڈ کنگڈم میں گلوبل چیلنجز ریسرچ فنڈ کی جانب سے فنڈ مہیا کیا گیا۔

ملالہ یوسف زئی سوات کے شہر منگورہ میں ایک متوسط گھرانے میں پیدا ہوئی۔ اس کا نام ان کے والد نے ”میوند کی ملالائی“ کے نام پر رکھا تھا جو انیسویں صدی افغانستان کی بہادر پشتون شاعر اور جنگجو تھیں۔

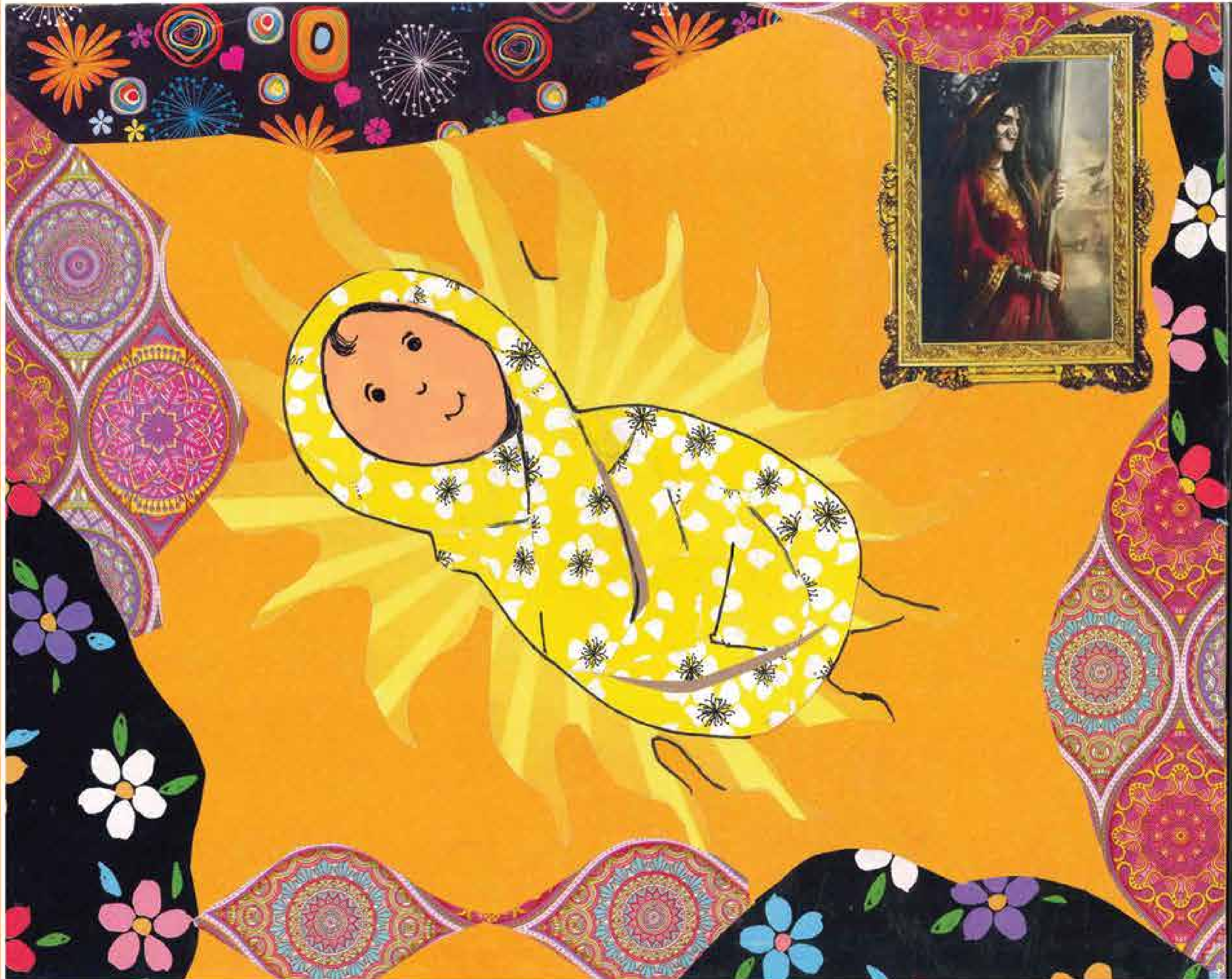

ملالہ نے بچپن اپنے دو بھائیوں کے ساتھ کھیلتے اور ٹی وی دیکھتے گزارا۔

جب ملالہ دس سال کی تھی تو طالبان نے وادی سوات کا اختیار سنبھال لیا اور لڑکیوں کے اسکولوں کو دھماکے سے اُڑا دیا۔ وہ ملالہ اور اس کے والد کا دھمکیاں دیتے رہے جو نجی اسکول چلاتے رہے۔

وہاں حجاب نہ پہننے والی خواتین کو گلیوں میں گھسیٹنا طالبان کا معمول تھا۔ وہ سرِ عام لوگوں کو قتل کر کے عوام میں خوف و ہراس پھیلاتے تھے۔

انھوں  نے ملالہ کو انتباہی پیغام کے ساتھ خون اور ایک گولی بھیجی۔

طالبان، اس کا لڑکیوں کی تعلیم کے حق میں بولنا پسند نہیں کرتے تھے۔

ملالہ نے اپنے گھر کے قریب دھماکوں اور فائرنگ کی آوازیں سن کر راتیں گزاریں۔

طالبان پاک فوج کے خلاف لڑ رہے تھے۔

تاہم، دھمکیوں سے مایوس نہیں ہوئی، بہادر لڑکی نے لڑکیوں کی تعلیم کے دفاع میں اپنے مشن کو جاری رکھا۔

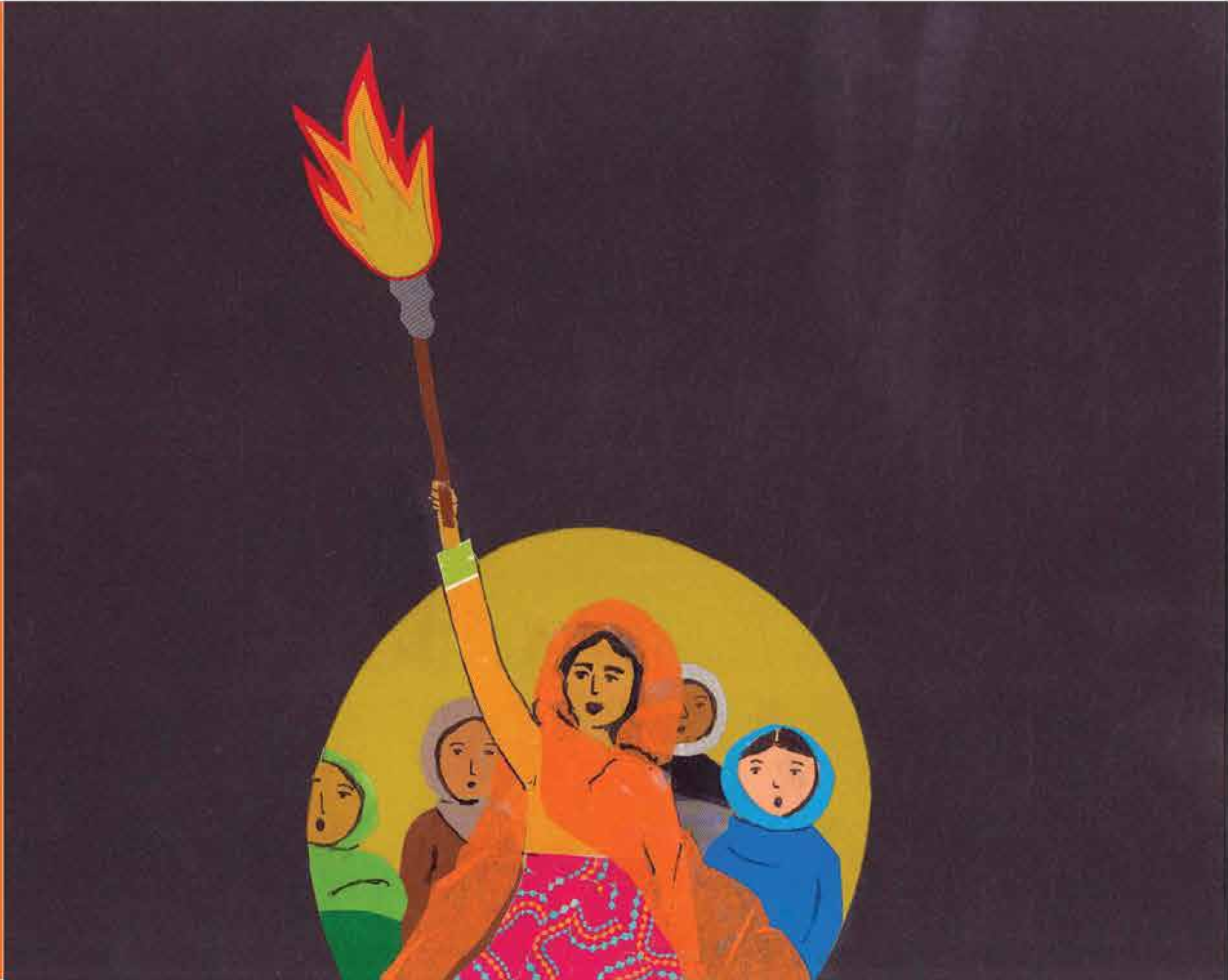

۲۰۰۸ میں، لڑکے کی وردی میں ملبوس، وہ اپنے والد کے اسکول گئی اور
طالبان کے خلاف تقریریں کیں۔

بہر حال، وہ یہیں نہیں رکی۔ جلد ہی اس نے بی بی سی کی ویب سائٹ پر طالبان کے جبر کے حوالے سے اپنی زندگی کے بارے میں ایک بلاگ لکھنا شروع کیا، جس نے اسے سوات سے باہر کی دنیا سے متعارف کرایا۔

طالبان نے اس کی باتوں کو ناپسند کیا۔ ایک دن جب وہ اپنے اسکول سے ایک وین میں لوٹ رہی تھی کہ طالبان جنگجوؤں کے ایک گروپ نے اس کے سر میں گولی ماری۔ طالبان کو معلوم نہ تھا کہ اسکول سے محبت کرنے والی لڑکی کی آواز کو خاموش کرانے کے بجائے، انھوں نے دنیا بھر کے لاکھوں لوگوں کا غصہ اتارا ہے۔

ملالہ بہت بیمار تھی اور کوئی نہیں جانتا تھا کہ وہ صحت یاب ہو پائے گی۔
ڈاکٹروں نے اسے پشاور میں طبی امداد کے لیے داخل کر لیا۔ لیکن صورتِ
حال قابلِ اطمینان نہ تھی اور دنیا پریشان تھی، لہذا یہ فیصلہ کیا گیا کہ اسے
اپنے والدین کے بغیر برطانیہ لے جانا چاہیے۔ وہاں برمنگھم کے کوئین
الزبتھ اسپتال میں اس کا علاج ہوا۔

ملالہ بچ گئی اور اس کے والدین اس کے ساتھ رہنے کے لیے انگلینڈ چلے گئے۔

یہ طالبان کے منہ پر ایک طمانچہ تھا۔ یہ پاکستان میں لڑکیوں کی تعلیم کی امید کا وعدہ تھا۔

ملالہ نے میں نوبل پیس کا انعام جیتا جب وہ صرف سترہ سال کی تھی۔

اُس نے عالمی رہنماؤں اور سیاستدانوں کے سامنے تقریر کی۔

اسکول کی تعلیم مکمل کرنے کے بعد وہ دنیا کی ایک بہترین یونیورسٹی میں چلی گئیں۔

وہ اپنی تعلیم کو دنیا کی دوسری خواتین کی مدد کے لیے استعمال کرنے کا خواب دیکھتی ہے۔

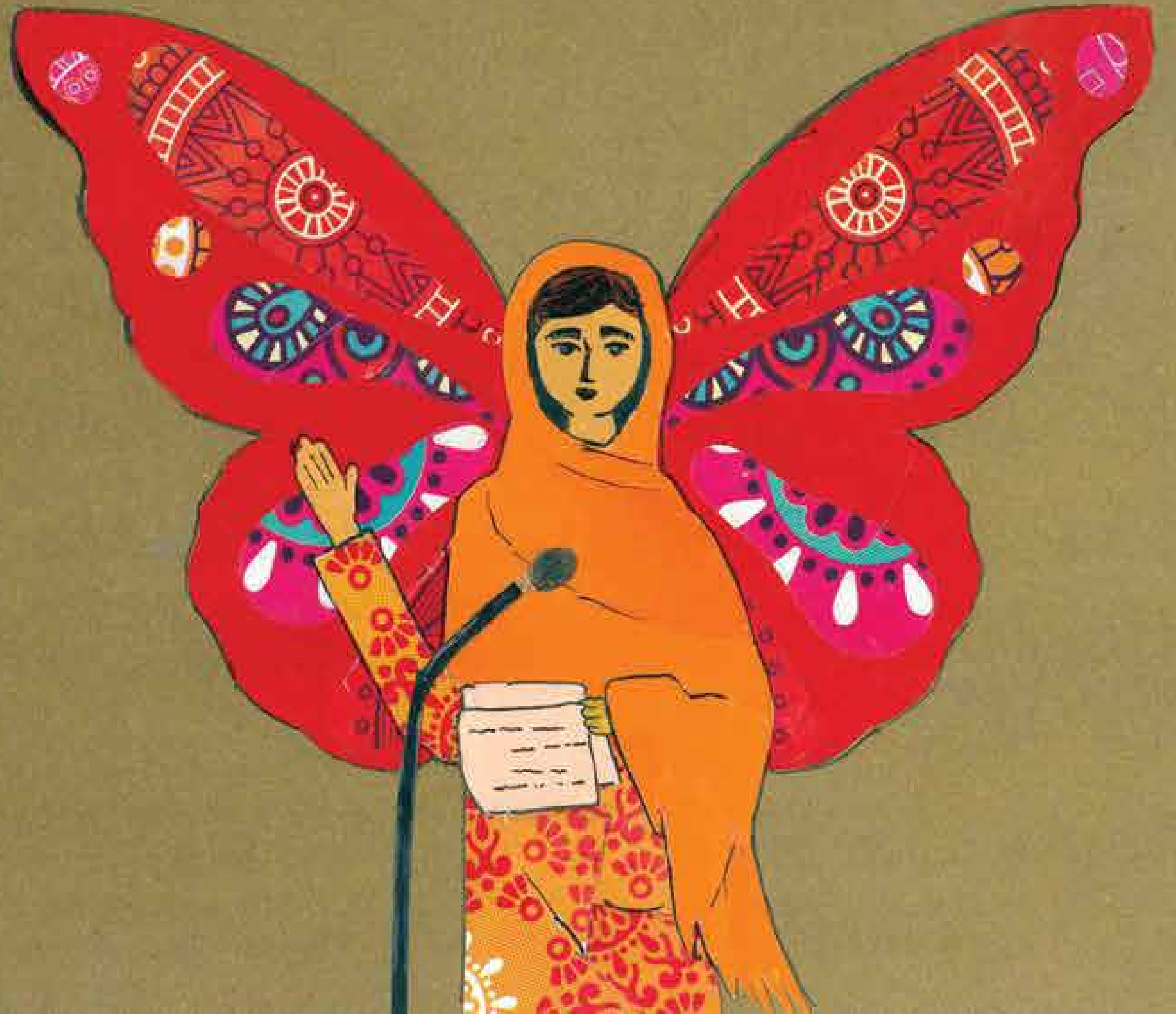

وہ لڑائی جاری رکھے ہوئے ہے تاکہ پوری دنیا میں لڑکیاں اسکول جا سکیں ملالہ نے بہت ساری نوعمر لڑکیوں کو اسکول میں اپنی اچھی کارکردگی سے متاثر کیا ہے۔

وہ ہر پاکستانی لڑکی کو آزاد اور تعلیم یافتہ دیکھنے کی امید کرتی ہے۔

## اساتذہ اور والدین کے لیے ہدایات

ملالہ یوسف زئی لڑکیوں کی تعلیم کے لیے آواز اٹھانے والی سب سے کم عمر نوبل انعام یافتہ ہیں اور ان کے والد ان کی حمایت کرتے ہیں۔ اس کی زندگی پاکستان میں شدت پسند قوتوں کے خلاف نمائندہ جدوجہد کی عکاسی کرتی ہے جس نے خواتین کی تعلیم کو مسترد کر دیا۔ ہمارا چیلنج یہ تھا کہ تمثیلوں میں گرافک تشدد سے اجتناب کریں اور دیکھنے والوں کے لیے زیادہ زندہ دل اور علامتی انداز اپنائیں۔ یہی وجہ ہے کہ ہم نے اصلی تصویروں کو رپینٹ تصاویر کے ساتھ ملا کر پیش کیا۔

کہانی کو پڑھنے سے پہلے، اساتذہ/ والدین کو ان حقائق کی وضاحت کرنے کی ضرورت ہے جن پر یہ کہانی مبنی ہے۔ بچوں کو تمام دقیانوسی تصورات کو توڑنے اور تمام رکاوٹوں کو دور کرنے کی ترغیب دینے کے لیے ملالہ کی حقیقی زندگی کے واقعات کا کہانی کے مطابق ہونا ضروری ہے۔